سلسلة قصص الانبياء

28

اشتیاق احمد

سلسلة قصص الانبیاء

ظالم ملکہ

قصہ سیّدنا یحییٰ علیہ السلام

اشتیاق احمد

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

بچے آج پھر عشاء کی نماز کے بعد اپنے والد کے پاس موجود تھے۔ وہ بھی انھیں دیکھ کر مسکرا رہے تھے...... جانتے تھے، کل والی کہانی کو آگے بڑھانا ہے...... آخر انھوں نے کہنا شروع کیا:

''ہاں تو بچو! سیدنا زکریا علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے انھیں یحییٰ علیہ السلام عطا فرمائے۔ ان کا نام بھی اللہ تعالیٰ نے خود بتایا اور یہ بھی کہ دنیا میں یہ نام پہلے کسی کا نہیں رکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'اے زکریا! ہم تجھے ایک بچے کی خوش خبری دیتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰ ہے، ہم نے اس سے پہلے اس کا ہم نام بھی کسی کو نہیں بنایا۔'

ظالم ملکہ

یحییٰ علیہ السلام اپنے باپ سیدنا زکریا علیہ السلام کے زیرِ سایہ جوان ہوئے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ نبوت کی گود میں پلے بڑھے۔ انھوں نے تعلیم بھی اپنے والد سے حاصل کی اور عمدہ اخلاق اور بُری عادات سے دور رہنے کی تربیت حاصل کی۔ سیدنا یحییٰ علیہ السلام اپنے والد کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہوئے دیکھتے تو بہت متاثر ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بچپن ہی سے حکمت عطا فرمائی تھی، یعنی آپ بہت عقل مند تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے عظیم کام لینا تھا...... نبوت اور اللہ کی طرف دعوت کی ذمے داری ان کے کندھوں پر آنے والی تھی۔

بچو! آپ کو معلوم ہی ہے، یحییٰ علیہ السلام اپنے باپ کے بڑھاپے میں پیدا ہوئے تھے۔

سیدنا یحییٰ علیہ السلام پر وحی کا سلسلہ شروع ہوا۔ اللہ نے آپ کو حکم فرمایا کہ تورات کو پڑھیں، اس کو سمجھیں اور اس پر کاربند ہوجائیں۔ پھر اس کی تبلیغ شروع کریں۔

یحییٰ علیہ السلام نے دین کی تبلیغ شروع کی۔ بنی اسرائیل کو اللہ کے خوف اور اس کی اطاعت کا درس دینے لگے۔ انھیں برائیوں سے روکتے رہے۔ بغاوت اور سرکشی سے منع کیا۔ غرض آپ نے انھیں ہر اس چیز سے روکا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

آپ صرف وہی کام کرتے تھے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا۔ ہر ممکن کوشش کرتے کہ کسی بات سے اللہ ناراض نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان باتوں کی وجہ سے ان کی تعریف فرمائی...... چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے:

'اور ہم نے اسے لڑکپن ہی سے دانائی عطا فرما دی اور اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی عطا کی اور وہ پرہیزگار شخص تھا۔'

ظالم ملکہ

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں پاکیزہ اخلاق والا قرار دیا۔ انھیں تمام بُری خصلتوں سے پاک ٹھہرایا اور ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ پرہیز گار ہیں جو حکم بھی انھیں دیا جاتا ہے، اس کو بجالاتے ہیں اور جس کام سے انھیں روکا جاتا ہے، رک جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ اپنے والدین سے بھی اچھا سلوک کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

'اور وہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کرنے والا تھا، وہ سرکش اور نافرمان نہیں تھا۔'

آپ بچپن ہی سے نیک اور بہت پرہیز گار تھے...... اللہ تعالیٰ نے لڑکپن ہی میں آپ کو دانائی سکھا دی تھی۔ آپ نیکی کے کاموں میں پہل کرنے والے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ بچوں نے آپ سے کہا:

'آؤ کھیلیں۔'
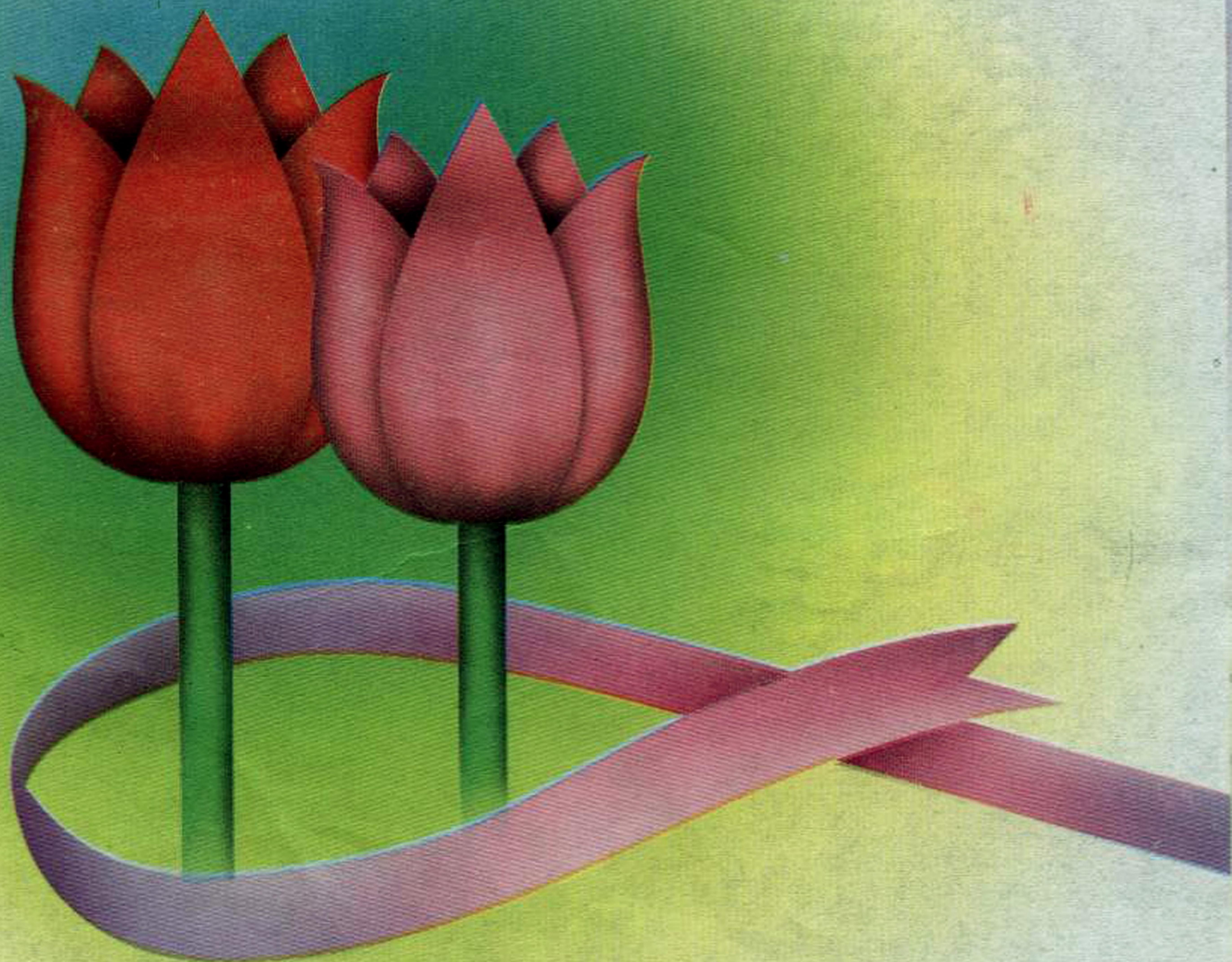
جواب میں آپ نے کہا:

'ہمیں کھیلنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔'

آپ مسکینوں اور غریبوں سے اچھا سلوک کرتے تھے۔ ان کی ہر طرح سے مدد کرتے تھے۔ ان کا بوجھ کم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ آپ کی مہربانی اور

شفقت صرف انسانوں ہی تک محدود نہ تھی بلکہ آپ حیوانات پر بھی مہربان تھے۔ آپ درختوں کے پتے کھا کر گزارا کر لیتے اور فرماتے: 'یحییٰ تجھ سے زیادہ نعمتیں کس کو میسر ہیں۔'

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے آپ کا زیادہ تر وقت عبادت میں بسر ہوتا تھا، یا پھر اپنا وقت علم حاصل کرنے میں صَرف کرتے تھے، علم حاصل کرنے کے لیے آپ نے اس قدر محنت کی کہ ان کا جسم کمزور پڑ گیا، وہ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ جسم میں گوشت کم

ہو گیا تھا۔

آپ تنہائی پسند تھے۔ اکیلے جنگل کی طرف نکل جاتے۔ درختوں کے پتے کھا کر پیٹ بھر لیتے۔ اون کا موٹا لباس پہنتے تھے۔ آپ لوگوں کو بھلائی کا حکم کرنے اور انھیں فائدہ پہنچانے کے بہت خواہش مند تھے۔ اپنے ربّ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے حد درجے شوقین تھے اور ہمیشہ سے ان کی خواہش تھی کہ لوگوں کو کفر اور شرک کے

اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی کی طرف لے آئیں۔

ایک مرتبہ انھوں نے اپنی قوم کو بیت المقدس میں جمع کیا۔ یہاں تک کہ مسجد لوگوں سے بھر گئی۔ پھر آپ اونچی جگہ پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

'اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کو ان پر عمل کرنے کا حکم دوں:
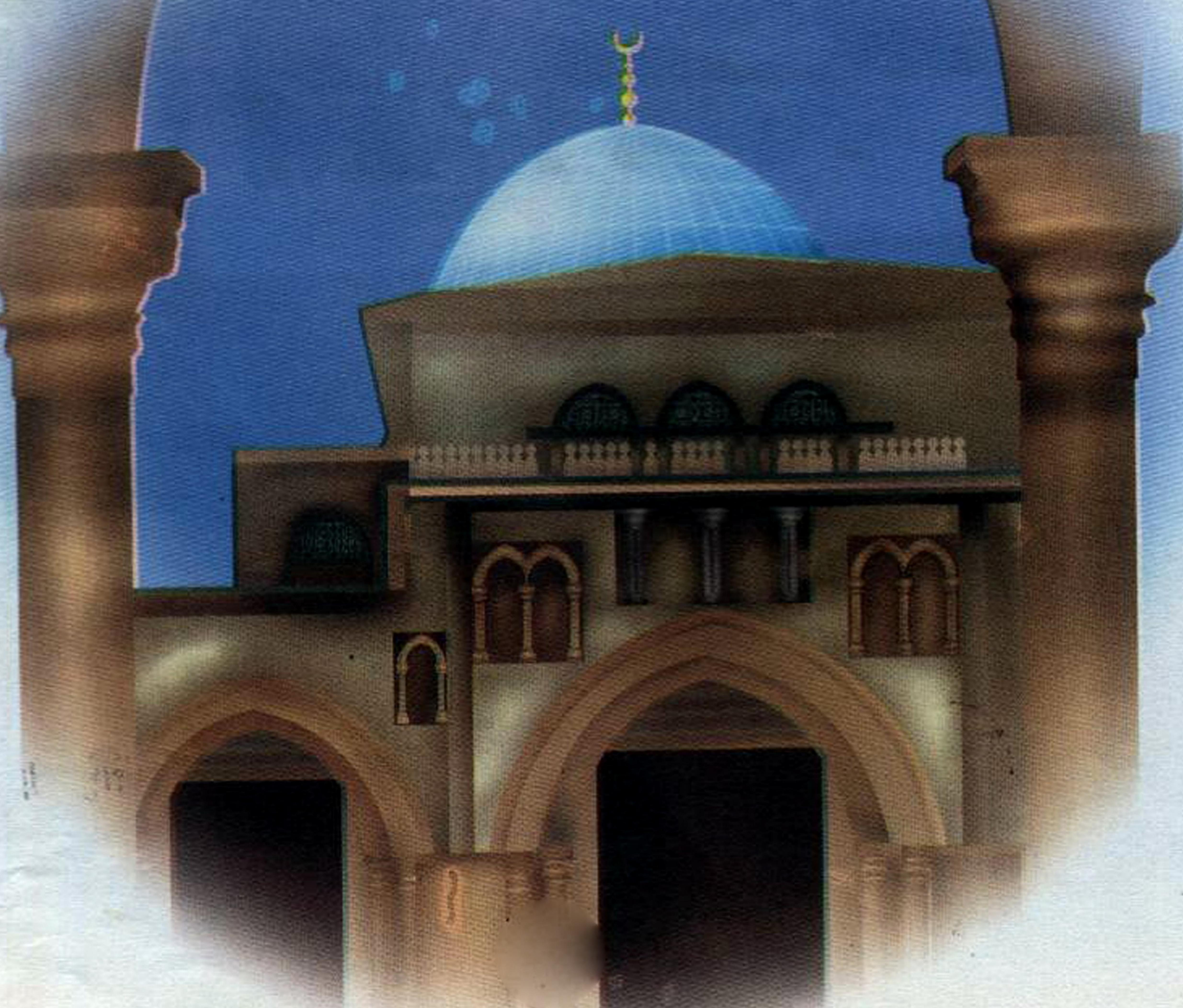
☆ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرو۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص نے خالص اپنی ملکیت کے سونے یا چاندی کے عوض ایک غلام خریدا۔ وہ غلام کام کرتا تھا اور کمائی کی رقم اپنے آقا کے سوا کسی اور کو دے دیتا تھا۔ تم میں سے کس کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا غلام اس طرح کا ہو؟ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہیں رزق دیا ہے، لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ

کسی چیز کو شریک نہ کرو۔

☆ میں تمہیں نماز کا حکم دیتا ہوں۔

☆ میں تمہیں روزے رکھنے کا حکم دیتا ہوں۔

☆ میں تمہیں صدقے کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی کو دشمنوں نے پکڑ کر اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیے ہوں اور اسے قتل کرنے
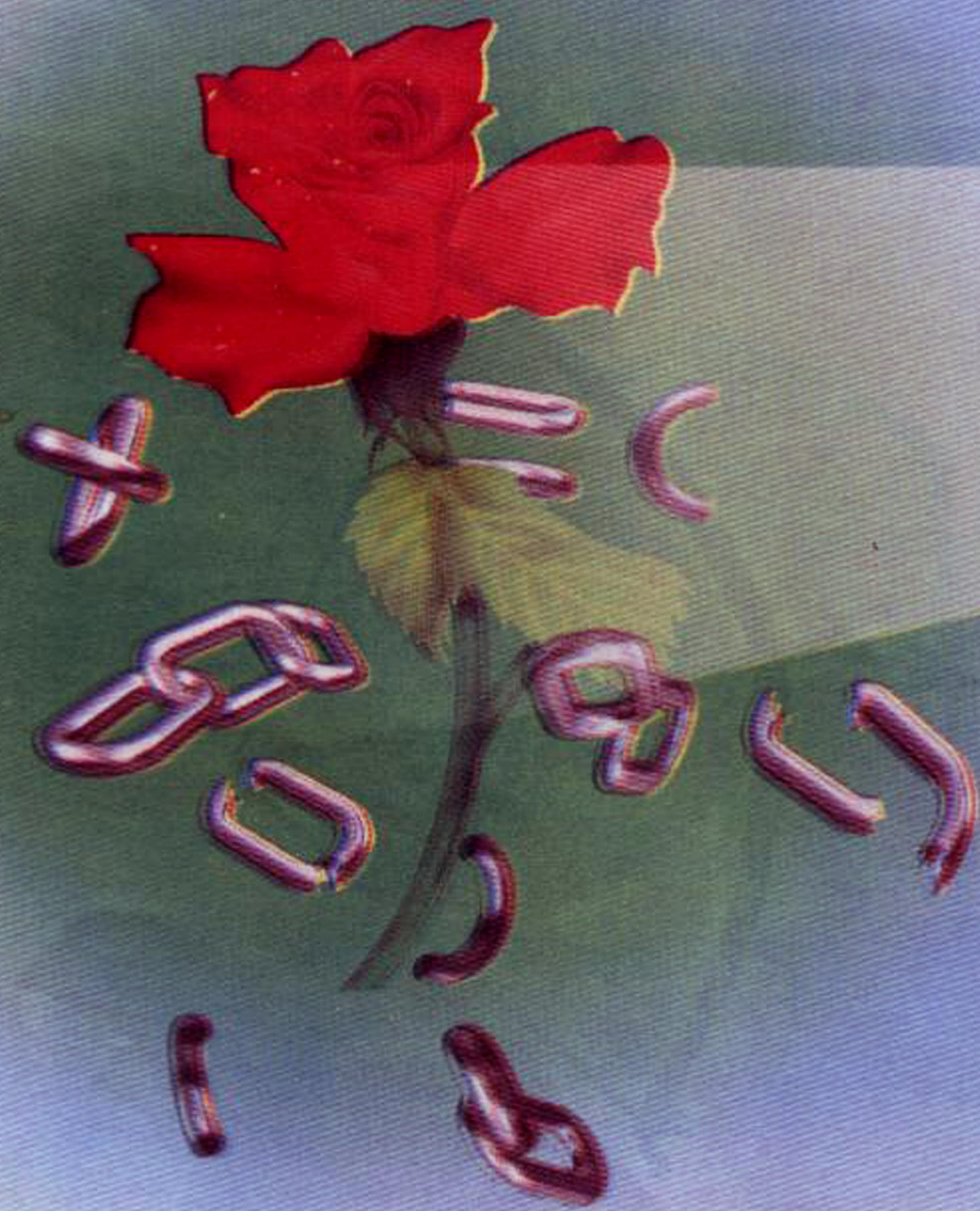
کے لیے (مقتل کی طرف) لے جا رہے ہوں۔ وہ ان سے کہتا ہے: کیا میں تمہیں اپنی جان کا فدیہ نہ دوں؟ وہ اپنی ہر تھوڑی زیادہ چیز فدیہ میں دے کر ان سے جان چھڑا لیتا ہے اور وہ اسے رہا کر دیتے ہیں۔

☆ میں تمہیں اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی کے دشمن تیزی سے اس کا تعاقب کر رہے ہوں، اچانک اسے
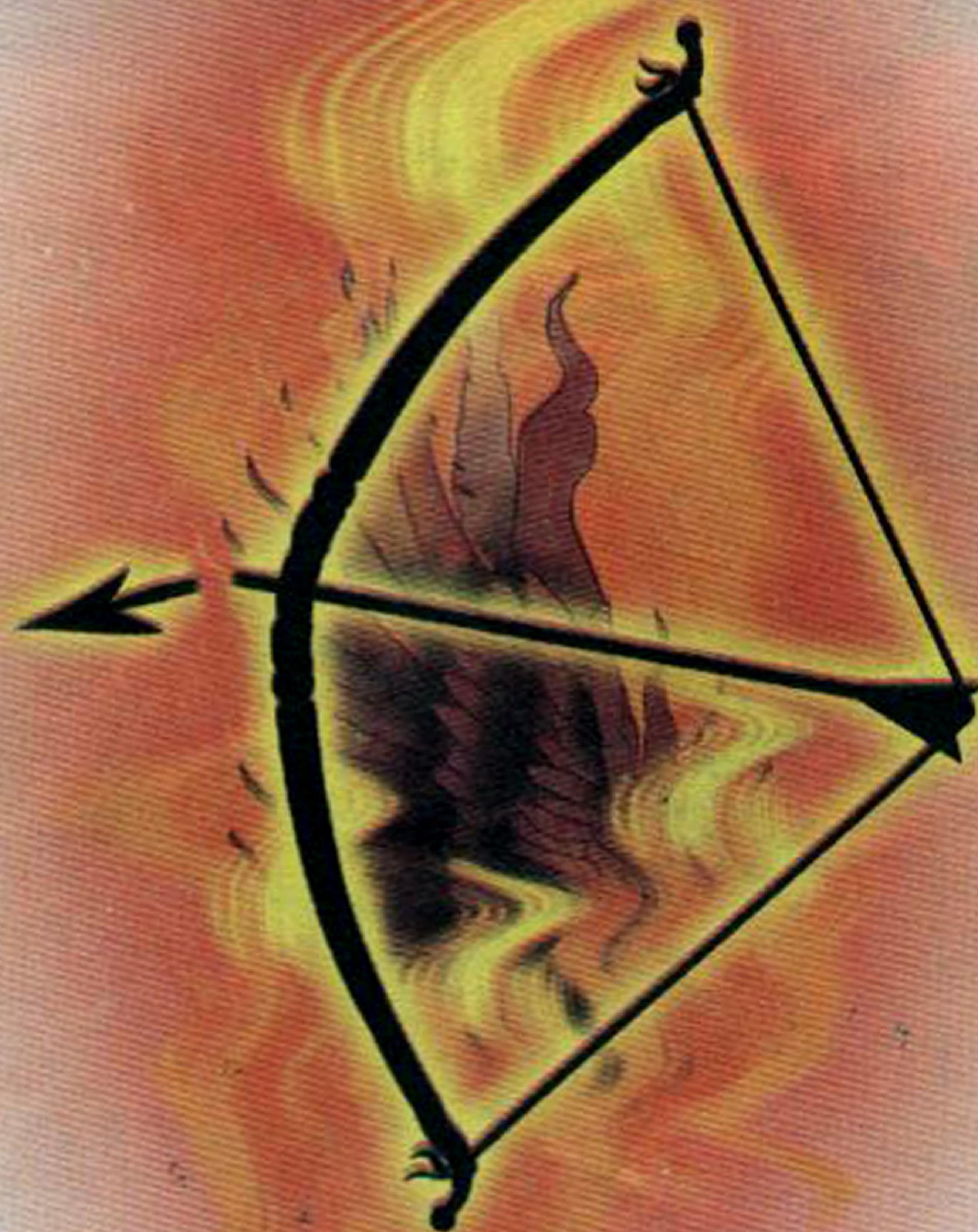
مضبوط قلعہ نظر آ جائے اور وہ اس میں داخل ہو کر محفوظ ہو جائے۔ بندہ بھی شیطان سے سب سے زیادہ محفوظ اس وقت ہوتا ہے جب وہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔'

سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے دین کو سمجھنے میں اپنی پوری کوشش صرف کر دی۔ تورات کے احکام کو جاننے کے لیے دن رات ایک کر دیا۔ آپ اس کے نکات پر خوب غور کرتے اور
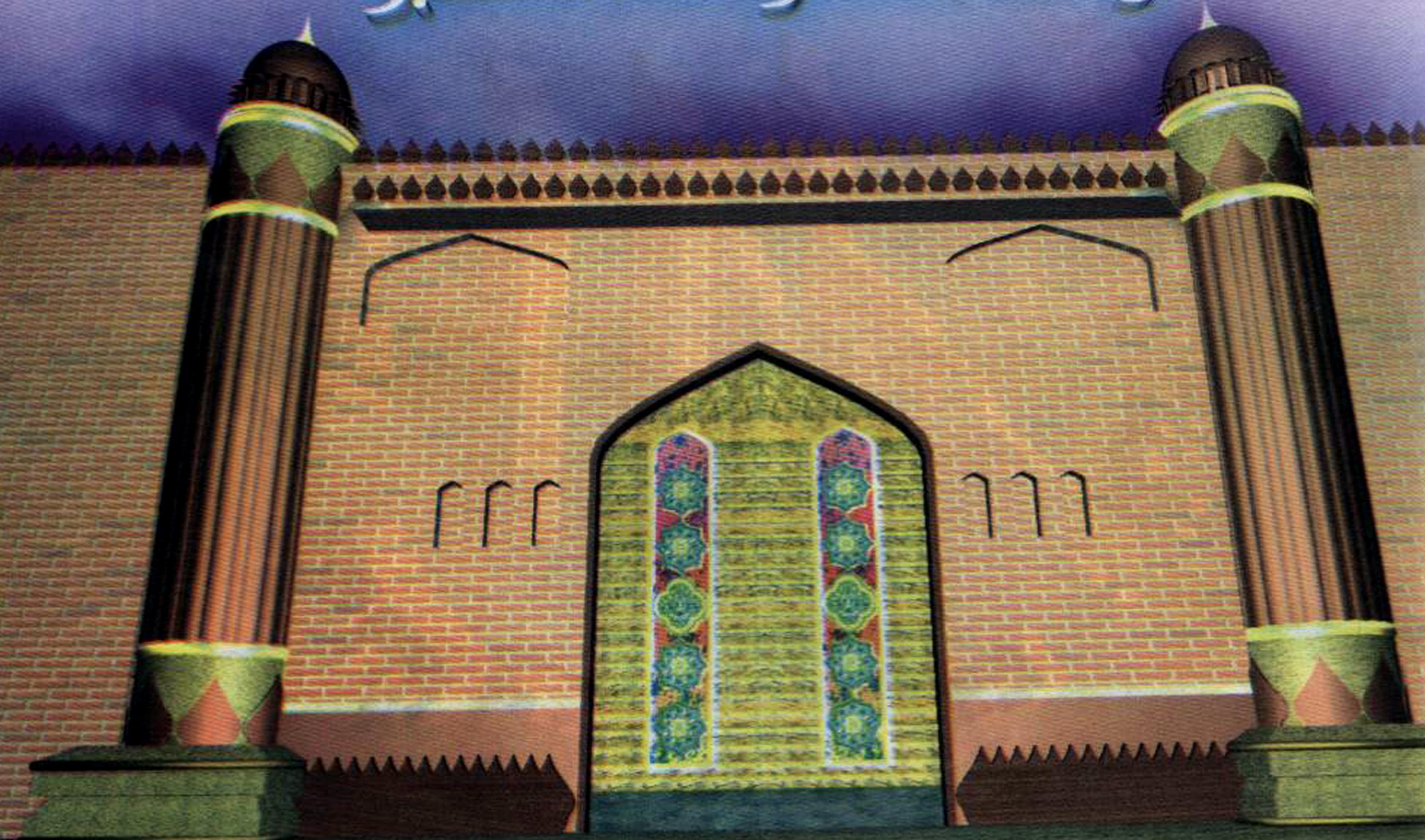
ان پر عمل پیرا بھی ہوتے، اسی طرح آپ لوگوں میں عالم مشہور ہو گئے۔ صحیح فیصلے کرنے اور درست ترین رائے دینے کی صلاحیت آپ میں بہت زیادہ تھی۔

ان تمام تر باتوں کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ دین کے معاملے میں بہت زیادہ سخت تھے۔ احکام کو نافذ کرنے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابلے میں کسی کی ملامت کی بھی کوئی پروا نہیں کرتے تھے۔ یعنی کوئی انھیں طعنے دیتا یا کچھ بھی کہتا، آپ کو اس

بات کی کوئی پروانہیں تھی...... پرواتھی تو اللہ کے احکام پر عمل کرنے اور دوسروں سے عمل کرانے کی۔ اس سلسلے میں اگر ان کی جان کو بھی خطرہ ہوتا تو بھی آپ نہیں رکتے تھے جیسا کہ فلسطین کے بادشاہ کے ساتھ معاملہ پیش آیا۔

''جی کیا مطلب؟'' تمام بچے چونک اٹھے۔

''ہاں بچو! اس وقت جو فلسطین کا بادشاہ تھا وہ اپنی بھتیجی سے شادی کرنا چاہتا تھا اور
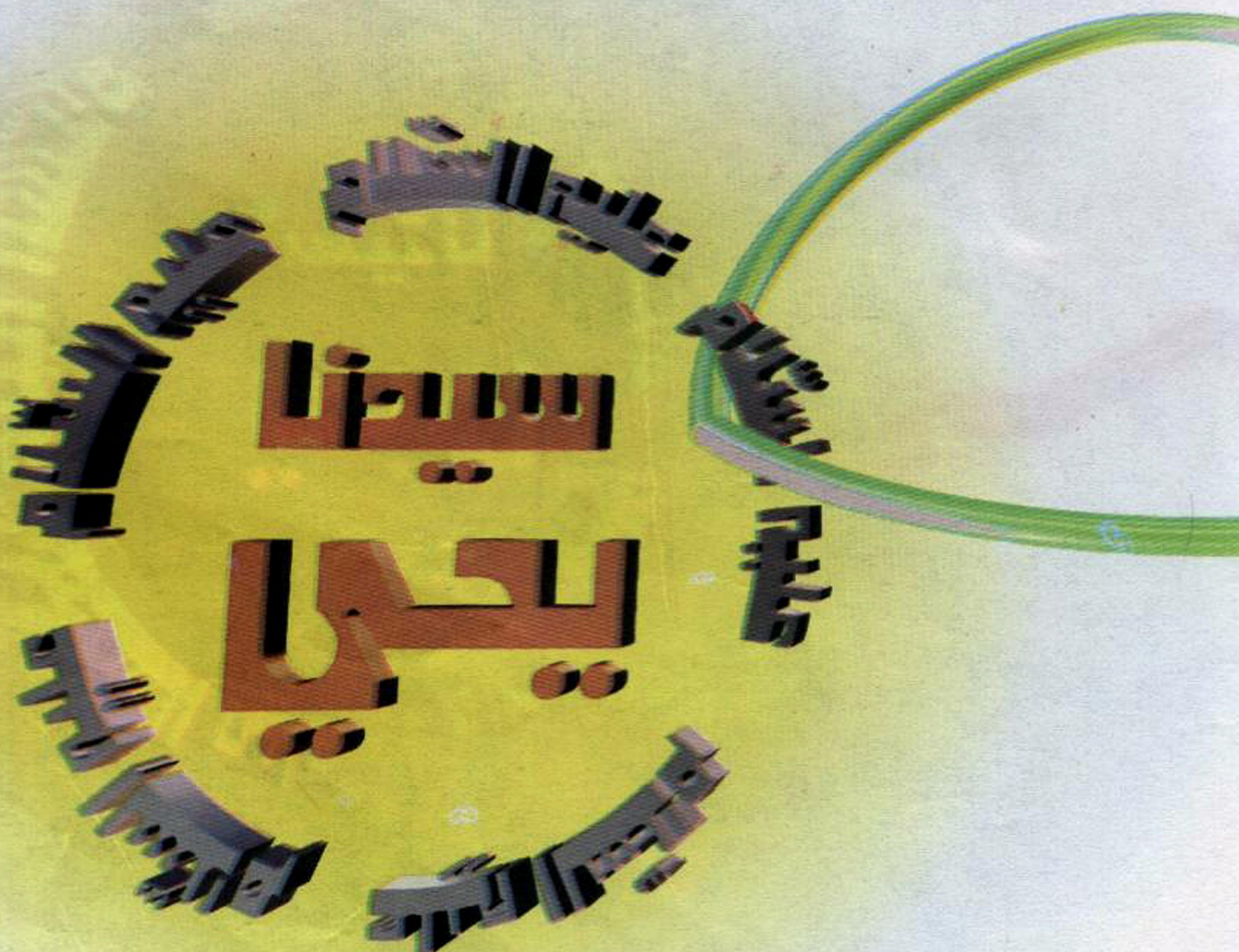
اسے اپنی ملکہ بنانا چاہتا تھا۔ وہ لڑکی بھی اس سے شادی پر رضا مند تھی۔ اس کے گھر والے بھی راضی تھے، لیکن سیدنا یحییٰ علیہ السلام کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے اس شادی کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے بھتیجی کے ساتھ شادی کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔

آپ کے اس اعلان کے بعد یہ خبر پورے علاقے میں پھیل گئی۔ ہر جگہ لوگ اسی موضوع پر بات چیت کرتے نظر آنے لگے۔ محفلیں جمنے لگیں۔ ان محفلوں میں دیر تک یہی
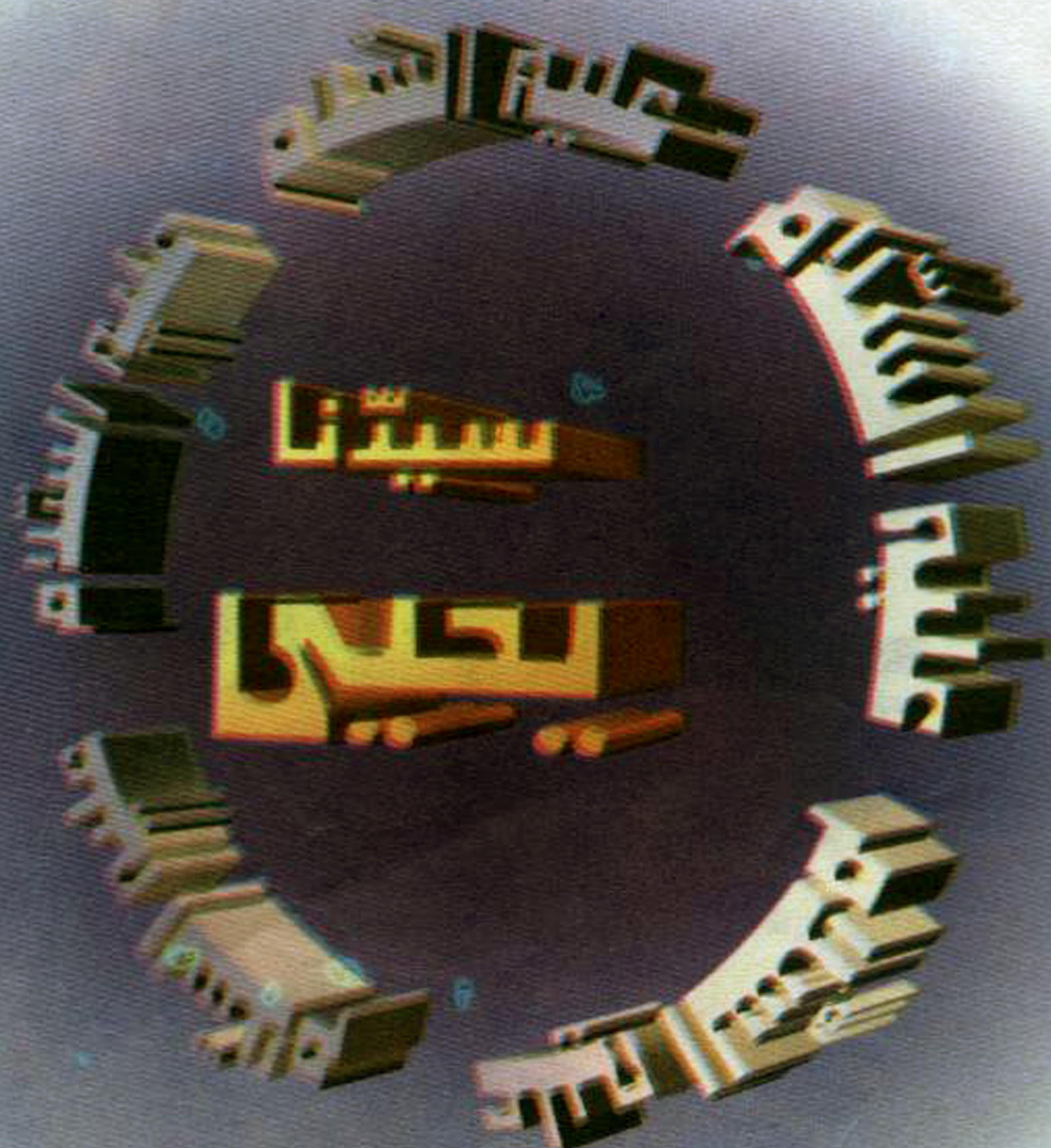
بات ہوتی رہتی۔

پھر یہ بات اس لڑکی کے کانوں تک پہنچ گئی...... اسے بتایا گیا کہ سیدنا یحییٰ علیہ السلام اس شادی کی زبردست مخالفت کر رہے ہیں۔ اس پر وہ بہت غضب ناک ہوئی۔ اس نے یحییٰ علیہ السلام سے اس بات کا انتقام لینے کی ٹھان لی۔ اس نے سوچا، یہ شخص تو اسے بادشاہ کی ملکہ بننے سے روک رہا ہے۔ اسے مال، عزت اور حکومت سے محروم کرنا چاہتا ہے۔
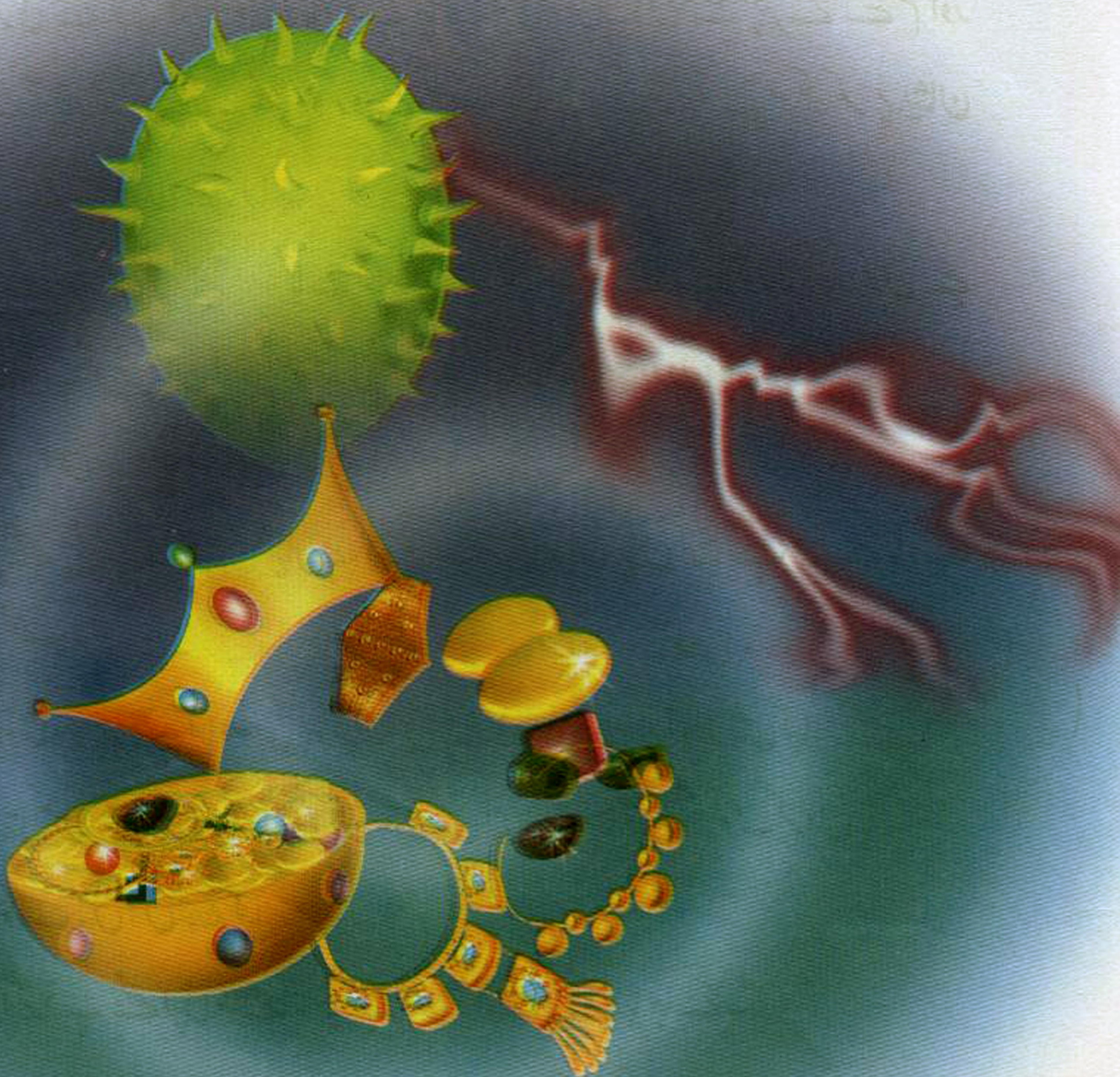
اس نے یحییٰ علیہ السلام کو کسی طرح ختم کرنے کا پروگرام بنایا تاکہ وہ حرام کام کر سکے۔ چنانچہ اس نے بہت خوب صورت لباس پہنا، خود کو بنایا سجایا اور خوب بن ٹھن کر بادشاہ کے پاس جا پہنچی۔ بادشاہ نے اٹھ کر ملکہ کی طرح اس کا استقبال کیا۔ اپنے تخت پر اسے بٹھایا، پھر وہ بولا:

'خوش آمدید، آپ نے بہت زحمت کی...... یہاں تشریف لائیں، ضرور کوئی خاص بات ہے...... فرمائیں، میرے لائق کیا کام ہے۔'

لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا، چپ چاپ بیٹھی رہی۔ اس کے چہرے سے غم اور پریشانی کے آثار ظاہر تھے۔ پھر وہ رونے لگی...... بادشاہ اسے روتے دیکھ کر پریشان ہوگیا۔ اس نے بے چین ہو کر کہا:

'مجھے بتائیں تو سہی...... بات کیا ہے...... کس بات نے آپ کو رلا دیا۔ کون ہے وہ جس نے آپ کو پریشان کر دیا؟ اللہ کی قسم! میں اسے سخت سزا دوں گا۔'

اب اس نے کہا:

'مجھے یحییٰ نے پریشان کیا ہے، وہ ہر جگہ میری بُرائی بیان کرتا ہے، میرے بارے میں نازیبا گفتگو کرتا ہے۔'

بادشاہ کا چہرہ تن گیا، سرخ ہوگیا۔ اس نے تیز اور زوردار آواز میں کہا:

'بتائیں...... آپ کیا چاہتی ہیں...... میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں۔'

جواب میں اس نے کہا:

'اگر آپ مجھے اپنی ملکہ بنانا چاہتے ہیں تو اسے قتل کر دیا جائے۔'

ظالم ملکہ

بادشاہ نے فوراً کہا:

’اور کچھ؟‘

لڑکی نے کہا:

’بس اتنا ہی کافی ہے۔‘

اس پر بادشاہ بولا:

’جو آپ چاہتی ہیں، وہی ہوگا۔‘

بادشاہ نے سیدنا یحییٰ علیہ السلام کو دربار میں بلایا اور ایک بڑا تھال طلب کر کے اس میں آپ کو ذبح کر دیا۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی ان کے والد خاموش ہو گئے...... آخری جملے کہتے وقت ان کی آواز بھاری ہو گئی تھی...... گویا وہ غمگین ہو گئے تھے۔‘‘

’’آپ کا مطلب ہے...... ان لوگوں نے وقت کے نبی کو قتل کر دیا۔‘‘

’’ہاں...... بنی اسرائیل ایسی ہی قوم تھی...... وہ انبیاء تک کو قتل کر دیا کرتی تھی اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب کا مستحق وہ شخص ہوگا جس نے نبی کو قتل کیا یا نبی نے اسے قتل کیا۔‘‘

’’افسوس!‘‘ بچوں نے سرد آہ بھری...... اور پھر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

انسان کی اس کائنات میں حیثیت و وقعت ہی کیا ہے

پانی کے ایک بلبلے کی مانند جو پانی کی سطح پر جنم لیتا ہے

اور چند لمحوں میں دم توڑ دیتا ہے

اس کے باوجود انسان خود کو اللہ تعالیٰ سے بغاوت و نافرمانی

کرتے ہوئے اس کے مقابل لے آتا ہے

ذاتی خواہشات کی تکمیل کی خاطر بغاوت پر اُتر آتا ہے

وہ انسان جس کی حیثیت اللہ رب العالمین کے مقابلے میں

پرِ کاہ کے بھی برابر نہیں، غرور و تکبر میں

انا ربکم الاعلیٰ کا جھوٹا دعویٰ کرنے لگتا ہے

یہی وجہ ہے ایسے انسانوں کا وقتی عروج

دائمی تباہی و بربادی کا پیش خیمہ بنتا ہے

''ظالم ملکہ'' کا کردار رہتی دنیا تک پوری انسانیت کی

جانب سے لعنت و ملامت کا نشان بن کر رہ گیا ہے

پڑھیے اور عبرت حاصل کیجیے